زمانہ نزول:

سورت ﴿النَّمل﴾، سورت ﴿الشُّعَرَاء﴾ کے بعد رسول ﷺ کے قیامِ مکہ کے تیسرے دور (6 تا 10 نبوی) میں نازل ہوئی، جب شک و ریب کے ساتھ رسول ﷺ پر ﴿سَاحِر﴾ ہونے کا الزام عائد کیا جا رہا تھا اور جب مکے کی بت پرست قریشی قیادت کو یمن کی سلطنت سبا کی ملکہ کے قبولِ اسلام سے عبرت حاصل کرنے کا مشورہ دیا گیا، جو اسلام لانے سے پہلے سورج کی پوجا کیا کرتی تھی۔

سورۃ النّمل کا کتابی ربط

1- پچھلی سورت ﴿الشُّـعَـرَاء﴾ میں ہلاک شدہ قوموں کے منفی رویوں سے عبرت حاصل کرنے کا مشورہ تھا، جنہوں نے دعوت کو جھٹلا کر مسترد کر دیا تھا۔ یہاں سورۃ ﴿النّمل﴾ میں تصویر کا دوسرا رُخ ہے۔ یمن کی ملکہ نے دعوت کو قبول کر کے دنیا اور آخرت کی کامیابی حاصل کرلی۔ یہاں مثبت رویوں کو اپنانے کا مشورہ ہے۔

2- وہاں سورۃ ﴿الشُّعَرَاء﴾ میں توحید اختیار اور توحید صفات ﴿عزیز ورحیم﴾ کا ذکر تھا، یہاں سورۃ ﴿النّمل﴾ میں ﴿ءَاِلٰـہٌ مَّعَ اللّٰهِ ؟﴾ کے سوال کے ذریعے توحید اُلوہیت وحاکمیت کا تذکرہ ہے۔

اہم کلیدی الفاظ ومضامین

1- اس سورت میں آیتِ ترجیع ﴿ءَاِلٰـہٌ مَّعَ اللّٰهِ ؟﴾ پانچ (5) مرتبہ آئی ہے۔ شرک کی تردید کے لیے پانچ (5) مرتبہ سوال کیا گیا ہے ﴿ءَاِلٰـہٌ مَّعَ اللّٰهِ ؟﴾ ''کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور ﴿اِلٰہ﴾ بھی اُلوہیت میں شریک ہے؟ ''۔ یہاں معبودِ حقیقی اللہ کے لیے ﴿اِلٰـہ﴾ کا لفظ، قدرت، طاقت، اِختیار اور قوت کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔

آیت 60 میں زمین اور آسمان کی تخلیق کی طاقت وقدرت کی دلیل دی گئی اور بارش کے ذریعے نباتات اُگانے کی طاقت وقدرت کا ذکر کر کے سوال کیا گیا ﴿ءَاِلٰـہٌ مَّعَ اللّٰهِ ؟﴾۔ (آیت:60)

اگلی آیت 61 میں زمین کی تخلیق اور پھر اُس میں پہاڑوں اور نہروں کے نظام کی دلیل فراہم کر کے سوال کیا گیا ﴿ءَاِلٰـہٌ مَّعَ اللّٰهِ ؟﴾۔ اگلی آیت میں انسان کو اپنی ذات کے اندر غور کرنے کی دعوت دی گئی۔ اللہ تعالیٰ ہی بے قرار اور مضطر کی فریاد سنتا ہے، تکلیف دور کرتا ہے انسانوں کو خلیفہ اور جانشین بناتا ہے، پھر اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک کیوں کیا جاتا ہے؟ ﴿ءَاِلٰـہٌ مَّعَ اللّٰهِ ؟﴾۔ (آیت:62) اگلی آیت میں یہ دلیل دی گئی کہ اللہ تعالیٰ ہی اندھیروں میں راستہ دکھانے کی قدرت رکھتا ہے۔ ہواؤں کو بھیجنے کی طاقت رکھتا ہے۔ پھر اللہ کے ساتھ کسی اور الٰہ کا عقیدہ کیوں اختیار کیا جاتا ہے؟ ﴿ءَاِلٰـہٌ مَّعَ اللّٰهِ ؟﴾ (آیت:63)۔ اس سلسلے کی آخری اور پانچویں آیت میں بتایا گیا کہ اللہ ہی تخلیق کا آغاز کرتا ہے اور اُس کا اِعادہ بھی کرے گا۔ وہی لوگوں کو رزق دیتا ہے۔ پھر اللہ کو چھوڑ کر ﴿مِـن دُونِ اللّٰهِ﴾ کو اُلوہیت، قدرت، طاقت، ربوبیت اور حاکمیت میں شریک کرنے کے لیے کوئی دلیل نہیں ہے۔

﴿ءَاِلٰـہٌ مَّعَ اللّٰهِ ؟﴾ (آیت:64)۔

2- سورت النمل میں ﴿عرش﴾ یعنی تخت کا لفظ بھی چار (4) مرتبہ استعمال ہوا ہے۔

(a) ایک ملکۂ سبا کا عرش (تخت) تھا ﴿وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ﴾ (آیت:23)۔

(b) لیکن ایک اللہ تعالیٰ خالقِ کائنات اور فرمان روائے کائنات کا عرش ہے، جس کے علاوہ کوئی ﴿اِلٰـہ﴾ نہیں اور جو عرشِ عظیم کا مالک ہے

﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ﴾ (آیت:26)۔

3- ﴿عُلُوّ﴾ سورت النمل میں دو (2) قسم کی بالادستی ﴿عُلُوّ﴾ کا ذکر ہے۔

(a) حضرت سلیمانؑ نے یمن کی ملکہ کو خط لکھا: مجھ پر بالادستی ﴿عُلُوّ﴾ کی کوشش نہ کرنا۔ سیدھی طریقے سے مسلمان بن کر حاضر ہو جانا!

یہ ریاست کی قوت سے دعوتِ اسلام تھی۔ ﴿اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ﴾ (آیت:31)۔

(b) آلِ فرعون نے ظلم اور بالادستی ﴿عُلُوّ﴾ کے غرور میں حضرت موسیٰؑ کی دعوت کا انکار کیا۔

﴿وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا﴾۔ (آیت:14)

4- ﴿ظلم﴾ اس سورت میں قومِ ثمود اور قومِ فرعون کے مظالم کا ذکر ہے۔

(a) فرعون کی فاسق قوم نے اللہ کی آیات کا ظلم اور تکبر سے انکار کیا، حالانکہ ان کے دل اسلام پر مطمئن ہو چکے تھے۔

﴿وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا﴾ (آیت:14)۔

(b) قومِ ثمود ایک ظالم قوم تھی، ان کے ظلم کے سبب ان کی بستیاں اوندھی کر دی گئیں۔

﴿فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا﴾۔ (آیت:52)

5- ﴿فساد﴾ اس سورت میں قومِ ثمود کے نو (9) لیڈروں اور فرعون کے فساد کا تذکرہ ہے۔

(a) فرعون اور اُس کے لشکر ﴿مفسد﴾ تھے۔ ان کے انجام سے عبرت حاصل کرنے کا حکم دیا گیا۔

﴿فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ﴾ (آیت:14)

(b) قومِ ثمود کے نو (9) لیڈر بھی مفسد تھے ۔ان میں اِصلاح کا کوئی جذبہ موجود نہ تھا۔

﴿وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ﴾ (آیت:48)

6- ﴿قرآن﴾ قرآن کے تعارف کے سلسلے میں مندرجہ ذیل باتیں بتائی گئیں۔

(a) قرآن ایک واضح کتاب ہے۔

﴿طٰسٓ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ﴾ (آیت:1)

(b) دانا حکیم اور علیم ہستی کی طرف سے محمد ﷺ پر قرآن نازل کیا گیا ہے۔

﴿وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ﴾ (آیت:6)

(c) قرآن بنی اسرائیل کے اختلافی مسائل میں صحیح اور بے لاگ بات بتاتا ہے۔
﴿اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَقُصُّ عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَكْثَرَ الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ﴾ (آیت:76)
(d) اللہ کی ذات ہی قابلِ تعریف اور قابلِ شکر ہے، وہ بہت جلد ایسی علامات ظاہر کرے گا کہ مشرکینِ مکہ جان لیں گے۔
﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَیُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا﴾ (آیت:93)

7- ﴿اسلام﴾ اسلام کے سلسلے میں سورۃ النمل کی چار(4) باتوں پر غور فرمایئے۔
(a) حضرت سلیمانؑ نے ملکۂ سبا اور اہلِ سبا کو دھمکی دی۔ مجھ پر اپنی بڑائی نہ جتاؤ۔ سیدھے طریقے سے مسلم بن کر حاضر ہو جاؤ۔ ﴿اَلَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ وَاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ﴾ (آیت:31)
(b) ملکۂ سبا نے اسلام کا اقرار کرلیا اور حضرت سلیمانؑ کے ساتھ، کائنات کے رب کے آگے جھک گئی۔
﴿وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ (آیت:44)
(c) جو لوگ اللہ کی آیات کو توجہ سے سنتے ہیں، وہی ﴿مُسْلِمِین﴾ یعنی فرمان بردار ہوتے ہیں۔
﴿اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ (آیت:81)
(d) رسول اللہ ﷺ کی زبان سے اعلان کرایا گیا کہ مجھے تو ﴿مُسْلِمِین﴾ یعنی فرماں برداروں ہی میں شامل ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔
﴿وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ﴾ (آیت:91)

سورۃ النمل کا نظمِ جلی

سورۃ ﴿النمل﴾ آٹھ (8) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 6: پہلا پیراگراف تمہید (Introduction) ہے۔ اس میں مؤمنین اور کافرین کی صفات بیان کر کے ﴿قرآن کا تعارف﴾ پیش کیا گیا ہے۔

طٰس، یہ قرآن اور کتابِ مبین کی آیات ہیں۔ مومنین کے لیے ہدایت اور بشارت ہے۔
﴿هُدًی وَّبُشْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ﴾ (آیت:2) مومنین نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ آخرت کو نہ ماننے والوں کے لیے، ان کے اعمال کو خوش نما بنا دیا گیا ہے۔ اندھے ہیں، بھٹکے پھرتے ہیں۔ ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَیَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ یَعْمَهُوْنَ﴾ (آیت:4)
ان کے لیے بری سزا ہے۔ آخرت کا خسارہ ہے۔
رسول اللہ ﷺ کو بتایا گیا کہ آپ ﷺ یہ قرآن علیم و حکیم ہستی کی طرف سے پا رہے ہیں۔

﴿ وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ﴾ (آیت:6)

2- آیات 7 تا 14: دوسرے پیراگراف میں قصۂ موسیٰ بیان کیا گیا ہے ، دعوتِ توحید حاکمیت دی گئی ہے اور طاغوت کے انجام سے خبردار کیا گیا ہے۔

حضرت موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے کہا: مجھے آگ نظر آئی ہے۔ کوئی خبر یا آگ لاتا ہوں، تاکہ تم لوگ گرم ہو سکو۔
وہاں پہنچے تو آواز آئی: مبارک ہے وہ شخص! جو اس آگ میں ہے اور جو اس کے ارد گرد ہیں۔ (آیت:8)
"میں اللہ ہوں، زبردست اور دانا"۔ لاٹھی پھینکو۔ وہ سانپ بن گئی۔ حضرت موسیٰ بھاگے اور مڑ کر نہ دیکھا۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ لَا تَخَفْ ، اِنِّيْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ﴾ (آیت 10)
ڈرو نہیں ! میرے پاس پیغمبر نہیں گھبراتے، الا یہ کہ کسی نے قصور کیا ہو۔ جیب میں ہاتھ داخل کرو! چمکتا ہوا نکلے گا۔ نو (9) نشانیاں عطا فرمائیں۔
فرعون اور اس کی فاسق قوم کی طرف نو (9) آیات کے ساتھ جانے کا حکم دیا گیا۔
آلِ فرعون نے کھلی کھلی نشانیوں کو جادو کہا۔ ظلم اور غرور سے انکار کیا، حالانکہ دل قائل ہو چکے تھے۔
﴿ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ﴾
یہ مفسد قوم تھی وہ برے انجام سے دوچار ہوئی۔ ﴿ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴾ (آیت:14)

3- آیات 15 تا 44: تیسرے پیراگراف میں حضرت سلیمانؑ کی خلافتِ ارضی اور اُن کی حکومتِ الٰہیہ ، توحیدِ حاکمیت اور اُن کے جذبۂ تبلیغِ اسلام پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کو علم دیا۔ دونوں نے اس فضیلت پر شکر ادا کیا۔ حضرت داؤدؑ کے وارث حضرت سلیمانؑ ہوئے۔ انہیں پرندوں کی بولیاں سکھائی گئیں۔ ہر طرح کی چیزیں عطا کی گئیں۔
حضرت سلیمانؑ کے لیے جن، انسان اور پرندوں کے لشکر جمع کیے گئے اور وہ ضبط میں رکھے جاتے تھے۔
﴿ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴾ (آیت:17)
ایک دن کوچ کر رہے تھے۔ چیونٹی کی بل پر پہنچے۔ ایک چیونٹی ﴿ نَمْلَةٌ ﴾ نے باقی چیونٹیوں سے کہا: بل میں گھس جاؤ ! کہیں سلیمانؑ کے لشکر تمہیں کچل نہ دیں !
حضرت سلیمانؑ مسکرائے اور کہا: اے اللہ! مجھے قابو میں رکھ! ﴿ رَبِّ اَوْزِعْنِيْ ﴾ تاکہ تیرے احسان کا شکر ادا کرتا رہوں جو مجھ پر اور میرے والدین پر ہوا۔ ایسا عمل کروں، جو تجھے منظور ہو
﴿ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ ﴾
دعا فرمائی کہ اپنی رحمت سے صالحین میں شامل فرما !

﴿ وَاَدْخِلْنِىْ بِرَحْمَتِكَ فِىْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ﴾ (آیت:19)

حضرت سلیمانؑ نے پرندوں کا جائزہ لیا۔ایک جاسوس ﴿ هُدْ هُد ﴾ کو غائب پایا۔فرمایا: میں اس کو سخت سزا دوں گا۔
اگر معقول وجہ نہ بتائی تو ذبح کر دوں گا۔

ہدہد نے کہا: میں نے (یمن کی) قوم سبا کے متعلق، وہ معلومات حاصل کی ہیں، جو آپ کے علم میں نہیں (حضرت سلیمانؑ کے پاس بھی علمِ غیب نہ تھا) ہدہد نے بتایا کہ وہاں ایک عورت حکمران ہے۔ ہر قسم کے سروسامان اور تخت ﴿ عرش عظیم ﴾ کی مالک ہے، وہ اور اُس کی قوم سورج کو سجدہ کرتی ہے اور راہ سے بھٹکی ہوئی ہے اور عرشِ عظیم تو اللہ کا ہے۔

﴿ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾ (آیت:24)

درحقیقت عرشِ عظیم کا مالک تو اللہ تعالیٰ ہے، جس کے سوا کوئی ﴿ اِلٰه ﴾ نہیں۔

﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴾ (آیت:26)

حضرت سلیمانؑ نے ہدہد سے کہا: دیکھتے ہیں کہ تم نے سچ کہا یا نہیں (یعنی دوسرے ذرائع سے تصدیق کرتے ہیں)۔
یہ میرا خط لے جاؤ! انجان طریقے سے ڈال دو! پھر اُن کا ردِ عمل دیکھو۔ خط میں اسلام قبول کرنے کی دعوت تھی

"یہ خط سلیمانؑ کی طرف سے ہے۔﴿ بسم اللہ ﴾ سے آغاز ہوا۔

﴿ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴾ (آیت:30)

"مجھ پر بالا دستی ﴿ عُلُوّ ﴾ نہ جتاؤ اور مسلم ہو کر حاضر ہو جاؤ!

﴿ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴾ (آیت:31)

ملکہ سبا نے سردارانِ قوم سے مشورہ مانگا، انہوں نے کہا: ہم طاقتور ہیں لیکن فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے ملکہ نے کہا:
بادشاہ جب کسی ملک میں گھس آتے ہیں تو اسے خراب کرتے ہیں اور عزت والوں کو ذلیل کرتے ہیں۔
میں ایک تحفہ ﴿ ہدیہ ﴾ بھیج کر دیکھتی ہوں۔

حضرت سلیمانؑ نے کہا: مال سے میری مدد کرنا چاہتی ہو؟ ﴿ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ﴾ (آیت:35)
میرے پاس اللہ کا دیا بہت ہے۔

فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ ﴾ (آیت:36)

تمہارا تحفہ ﴿ هَدِيَّه ﴾ تمہیں مبارک ہو۔

﴿ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ﴾ (آیت:36)

یہ تحفہ واپس کرو، حضرت سلیمانؑ نے دھمکی دی۔ ہم ایسے لشکر لے آئیں گے، جس کا وہ مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔

﴿ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا ﴾

﴿ وَلَنُخۡرِجَنَّهُمۡ مِّنۡهَاۤ اَذِلَّةً وَّهُمۡ صٰغِرُوۡنَ ﴾ (آیت:37)

درباریوں سے پوچھا: کون ملکہ سبا کا تخت لاتا ہے ؟ ایک عفریت جن نے کہا: میں قوی اور امین ہوں۔ اس سے پہلے کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھیں، میں اسے لا سکتا ہوں۔

﴿ قَالَ عِفۡرِيۡتٌ مِّنَ الۡجِنِّ اَنَا اٰتِيۡكَ بِهٖ قَبۡلَ اَنۡ تَقُوۡمَ مِنۡ مَّقَامِكَ وَاِنِّىۡ عَلَيۡهِ لَقَوِىٌّ اَمِيۡنٌ ﴾ (آیت:39)

لیکن ایک دوسرے صاحبِ علمِ کتاب (عفریت جن) نے کہا : میں پلک جھپکنے سے پہلے لے آتا ہوں۔

﴿قَالَ الَّذِىۡ عِنۡدَهٗ عِلۡمٌ مِّنَ الۡكِتٰبِ اَنَا اٰتِيۡكَ بِهٖ قَبۡلَ اَنۡ يَّرۡتَدَّ اِلَيۡكَ طَرۡفُكَ ﴾

﴿ عرش ﴾ یعنی تخت یمن سے فوراً فلسطین لایا گیا۔ حضرت سلیمانؑ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور فرمایا: یہ میرے لیے شکر، اور ناشکری کا امتحان ہے۔ ﴿هٰذَا مِنۡ فَضۡلِ رَبِّىۡ لِيَبۡلُوَنِىۡۤ ءَاَشۡكُرُ اَمۡ اَكۡفُرُ ﴾ (آیت:40)

ملکہ سبا یمن سے فلسطین آئی۔ حضرت سلیمانؑ کے محل میں داخل ہوئی۔ شیشے کے فرش کو پانی کا حوض سمجھ کر پائینچے چڑھا لیئے۔ بالآخر سورج کی پرستش کرنے والی یہ ملکہ سبا، اپنے شرک و ظلم کا اقرار کر کے مسلمان ہو جاتی ہے۔

﴿ قَالَتۡ رَبِّ اِنِّىۡ ظَلَمۡتُ نَفۡسِىۡ وَاَسۡلَمۡتُ مَعَ سُلَيۡمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴾ (آیت:44)

4- آیات 45 تا 53 : چوتھے پیراگراف میں حضرت صالحؑ اور اُن کی قوم ثمود کا تذکرہ ہے اور اُن کے ظلم کے انجام پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

قوم ثمود کے پاس حضرت صالحؑ بھیجے گئے۔ دعوتِ توحید دی۔ اختلاف ہوا۔ دو گروہ بن گئے۔

حضرت صالحؑ نے کہا: استغفار کیوں نہیں کرتے ؟ رحم ہوگا۔ جواب ملا: ہم نے تم کو بدشگونی کا نشان پایا ہے۔

اس شہر میں نو (9) جتھے دار فسادی لیڈر تھے، جنہیں اصلاح سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔

﴿ وَكَانَ فِى الۡمَدِيۡنَةِ تِسۡعَةُ رَهۡطٍ يُّفۡسِدُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ وَلَا يُصۡلِحُوۡنَ ﴾ (آیت:48)

انہوں نے باہم قسم کھائی کہ حضرت صالحؑ اور ان کے گھر والوں پر شب خون ماریں گے۔ ان کے وارثوں سے کہہ دیں گے ہم موقعۂ واردات پر موجود نہ تھے۔ انہوں نے چال چلی، لیکن اللہ کی چال اپنی ہوتی ہے۔ سب کو تباہ کر دیا۔ انہیں عبرت کا نشان بنا دیا۔ ﴿وَمَكَرُوۡا مَكۡرًا وَّمَكَرۡنَا مَكۡرًا وَّهُمۡ لَا يَشۡعُرُوۡنَ﴾ (آیت:50)

قوم ثمود کو ہلاک کر دیا گیا اور حضرت صالحؑ اور اہلِ ایمان متقین کو بچا لیا گیا۔

5- آیات 54 تا 58 : پانچویں پیراگراف میں حضرت لوطؑ کی قوم کی بداعمالیوں اور اُن کی ہلاکت کا ذکر ہے۔

حضرت لوطؑ نے اپنی قوم کو فحاشی اور بدکاری سے روکا۔ عورتوں کے بجائے، مردوں سے شہوت رانی پر گرفت کی ۔ لیکن قومِ لوطؑ نے حضرت لوطؑ اور اُن پر ایمان لانے والے مسلمانوں کو جلاوطنی (Deportation) کا حکم دیا۔

"لوطؑ اور اس کے گھر والوں کو بستی سے نکال دو ! یہ بڑے پاکباز بنتے ہیں"۔

﴿ اَخۡرِجُوۡۤا اٰلَ لُوۡطٍ مِّنۡ قَرۡیَتِکُمۡ ﴾ (آیت:56)۔

اور حضرت لوطؑ پر پاکبازی کی پھبتی کسی۔ ﴿اِنَّھُمۡ اُنَاسٌ" یَّتَطَھَّرُوۡنَ﴾ (آیت:56)

اللہ نے حضرت لوطؑ اور ان کے گھر والوں کو بچالیا۔ بدکاروں پر مٹی کے پتھروں کی بارش کی گئی۔

6- آیت 59: چھٹے پیراگراف میں انبیاء کی خدماتِ توحید کی تعریف کر کے انہیں خراجِ تحسین پیش کیا گیا ہے۔

دعوتِ توحید کو عام کرنے میں اُن کی خدمات بے مثال ہیں۔

﴿قُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ" عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی ؕ آٰللّٰہُ خَیۡرٌ" اَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ﴾ (آیت:59)۔

ان میں پہلے توحید حمد کا ذکر ہے پھر اوپر ذکر کردہ حضرت موسیٰؑ ، حضرت داوٗدؑ وسلیمانؑ ، حضرت صالحؑ اور حضرت لوطؑ جیسے منتخب بندوں ﴿عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی ﴾ کو خراجِ تحسین ہے۔

آخر میں مشرکوں کے ضمیر کو بیدار کرنے کے لیے سوال کیا گیا۔ کیا اللہ بہتر ہے؟ یا نام نہاد معبود اور شریک؟ (آیت:59)

یہی مضمون سورۃ الصافات کی آخری آیات میں بیان ہوا ہے، جو اُس سورت کا خلاصہ بھی ہے۔

7- آیات 60 تا 69 : ساتویں پیراگراف میں دلائلِ توحیدِ اُلوہیت وحاکمیت ہیں اور دلائلِ ردِّ شرکِ اُلوہیت وحاکمیت ہیں

قدرت ، طاقت، ربوبیت اور اختیار کی دلیلیں فراہم کرنے کے بعد ، پانچ (5) مرتبہ یہ سوال کیا گیا کہ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور ہستی بھی اُلوہیت میں شریک ہے؟ ﴿ءَاِلٰـہٌ" مَّعَ اللّٰہِ ؕ﴾ ۔ اس طرح شرک اُلوہیت ، شرکِ حاکمیت ، شرکِ اختیار، شرکِ ربوبیت وغیرہ کی دلیلوں سے تردید کی گئی۔

مشرکین کو صاف صاف خبردار کردیا گیا کہ آخرت کا علم اُن سے کھو گیا ہے ، اسی لیے وہ شک کے اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں۔ اسی لیے وہ ایسے سوال کرتے ہیں کہ ہم اور ہمارے باپ دادا قبروں سے کس طرح اُٹھائے جائیں گے۔ یہ آخرت کو افسانہ قرار دیتے ہیں۔

﴿بَلِ ادّٰرَکَ عِلۡمُھُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ ۟ بَلۡ ھُمۡ فِیۡ شَکٍّ مِّنۡھَا ۟ بَلۡ ھُمۡ مِّنۡھَا عَمُوۡنَ﴾ (آیت:66)

مشرکین کو دھمکی دی گئی کہ اللہ تعالیٰ انہیں بھی پچھلی قوموں کے مجرمین کی طرح ہلاک کرسکتا ہے۔

8- آیات 70 تا 93 : آٹھویں اور آخری پیراگراف اختتامیہ ہے۔ رسول ﷺ کو تسلی دے کر مناظرِ قیامت بیان کیے گئے ہیں اور شرک کے انجام سے خبردار کیا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ مشرکینِ مکہ کی سازشوں سے دل گرفتہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔

﴿وَلَا تَحۡزَنۡ عَلَیۡھِمۡ وَلَا تَکُنۡ فِیۡ ضَیۡقٍ مِّمَّا یَمۡکُرُوۡنَ﴾ (آیت:70)

وعدے کا دن کب ہے؟ شاید قریب ہو۔

تمہارا رب فضل فرمانے والا ہے۔ لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔

اللہ دلوں کے حال سے واقف ہے۔ ہر چیز کتاب میں درج ہو رہی ہے۔

آخری کتاب قرآن کے بارے میں یہ انکشاف کیا گیا کہ یہ بنی اسرائیل کے اختلافی مسائل کے بارے میں صحیح صحیح موقف بیان کرتی ہے۔

﴿إِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ إِسْرَاۗءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ﴾ (آیت:76)

مؤمنین کے لیے قرآن، ہدایت اور رحمت ہے۔

﴿وَإِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (آیت:77)

رسول اللہ ﷺ کو اللہ پر ہی بھروسہ اور توکل کرنے کا حکم دیا گیا کہ مشرکین دعوتِ قرآن کے سلسلے میں مردہ ہیں، بہرے ہیں، اندھے ہیں۔ ظاہر ہے آپ ﷺ مردوں کو نہیں سنا سکتے، بھاگنے والے بہروں کو نہیں سنا سکتے، نہ اندھوں کو راستہ دکھا سکتے ہیں۔ ہاں اہل ایمان فرماں برداروں کو قرآن سنا سکتے ہیں، جو اس آخری ہدایت پر توجہ دینے کے لیے تیار ہیں۔

یہاں قربِ قیامت کی تیسری نشانی بتائی گئی: (پہلی نشانی حضرت عیسیٰ کا نزول، دوسری نشانی یاجوج ماجوج کا ظہور ہے)

جب قیامت واقع ہوگی تو اللہ تعالیٰ زمین سے ایک ایسا ﴿دَآبَّة﴾ یعنی جانور پیدا کرے گا، جو لوگوں سے بات چیت کرے گا۔

﴿وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ﴾ (آیت:82)

قیامت کے دن، آیات کی تکذیب کرنے والوں کو، فوج در فوج منظم طور پر گھیر لیا جائے گا۔

قیامت کے دن سب سے پہلے ایک صور پھونکا جائے گا، جو زمین و آسمان کے مکینوں پر گھبراہٹ طاری کر دے گا۔

﴿وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ﴾ (آیت:87)

کافر اوندھے منہ آگ میں جھونکے جائیں گے اور نیک لوگ قیامت کے دن ہر قسم کی گھبراہٹ سے محفوظ ہوں گے۔

سورت کے آخر میں رسول اللہ ﷺ کو مندرجہ ذیل باتوں کے اعلان کا حکم دیا گیا۔

(a) مجھے بلدِ حرام کے رب کی بندگی کا حکم دیا گیا ہے۔

(b) مجھے مسلم بننے کا حکم دیا گیا ہے۔ (آیات: 91 تا 92)

(c) اے محمد ﷺ! قرآن سناتے جایئے! (آیات: 91 تا 92)

(d) میں تو صرف خبردار کرنے والا ہوں! اسی کی حمد ہے! (آیت: 93)

(e) جلد اللہ تعالیٰ ایسی علامات ظاہر کرے گا کہ لوگ حق کی معرفت حاصل کرلیں گے۔

﴿ سَیُرِیْکُمْ اٰیٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا﴾

کافروں کو دھمکی دی گئی کہ اللہ تعالیٰ ان کے کرتوتوں سے بے خبر نہیں ہے۔

﴿وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴾ (آیت:93)

مرکزی مضمون

توحید ﴿ اُلوہیت ﴾ اور ﴿ توحیدِ حاکیت ﴾ کے دلائل فراہم کردیئے گئے ہیں۔رسول اللہ ﷺ کی قرآنی دعوتِ توحید و آخرت قبول کرکے اسلام لانا چاہیے۔اقتدار کو دعوتِ توحید کے لیے استعمال کیا جانا چاہیے۔